دین کے زوال کے اسباب

حافظ عباد اللہ فاروقی

انبیاء کے ظہور قدسی کے زمانہ میں ان کے اصحاب میں سے شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جسے اخلاق و اعمال میں اپنے پیغمبر سے مناسبت نہ رہی ہو۔ ان لوگوں کی اخلاقی اور عملی زندگی بے مثل تھی ان کے بعد طبقہ ثانی کا ظہور ہوا، جسے پیغمبر کی تعلیم گویا بالواسطہ نصیب ہوئی۔ تاہم اس کی دینی اور اخلاقی حالت بدستور درست رہی۔ لیکن ان کے بعد جس قدر امت میں کثرت ہوتی گئی زیادہ سے زیادہ اغراض و خواہشات پیدا ہوتی گئیں۔

یہی نہیں بلکہ امتدادِ زمانہ اور اختلاف طبائع سے لوگوں کے اتفاق میں بھی خلل پڑنے لگا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ دینی ولولہ ضعیف ہوتا گیا۔ اسی طرح دلوں کی وہ پاکی اور نیتوں کی وہ صفائی جو طبقہ اولیٰ کے اکثر افراد میں تھی، طبقہ ثانیہ کے افراد میں بتدریج کم ہوتی گئی اس کے بعد وہ پرآشوب زمانہ آیا، جس میں نہ تو خود لوگوں نے بانی مذہب کو نہ اس کے دیکھنے والوں کو دیکھا تھا۔ اور نہ اپنی سعی و شوق سے انہوں نے اس دین و مذہب کو اختیار کیا تھا بلکہ انہوں نے جس مذہب پر اپنے باپ دادا کو پایا اسے اختیار کر لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب کے معاملے میں بجائے تحقیق و تلاش کے یہ لوگ باپ دادا کی تقلید کرنے لگے۔ اور امتداد زمانہ سے ان میں خود پسندی اور نفسانیت آگئی دین کے زوال کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ مختلف قومیں جو اس دین میں شامل ہوئی تھیں، ان کی باتیں اس میں داخل ہو گئیں اور ان پر بھی دین کا اطلاق ہونے لگا۔

جتنے بھی پہلے ادیان گذر چکے ہیں، ان کا کم و بیش یہی حشر ہوا۔ لوگوں نے اپنے اپنے پیغمبر کی کتاب کو چھوڑ کر رسم و رواج پر اکتفا کیا اور انا وجدنا علیہ آبائنا اور بل نتبع ما الفینا علیہ آبائنا کہہ کر تحقیق سے ہاتھ اٹھا لیا۔ عقیدہ اس کو سمجھنے لگے، جو آباؤ اجداد سے سنا۔ اور عمل اس پر کرنے لگے جو ساتھیوں کو کرتے دیکھا۔ خاندانی طریق پر چلنے کو اصل دین اور اس کو چھوڑ کر دین کی باتوں کی تحقیق کو بدعت

کہنے لگے غرض جب غفلت، پابندی رسم ورواج اور تقلید آباء واجداد کے باعث دین کی اصل حالت باقی نہ رہی، تب اصلاح حال کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوسرا پیغمبر مبعوث فرمایا جس نے دین کی تحریف کو واشگاف کیا اور باپ دادا کے نقش قدم کی سند پکڑنے والوں کو متنبہ فرمایا۔ نیز لوگوں کو جمود اور تعطّل کی حالت سے بیدار کیا۔ چنانچہ دنیا میں کثیر التعداد پیغمبر مبعوث ہوئے، جنہوں نے ذہنی جمود، غلط رسم ورواج اور تقلید جامد کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ اس سلسلے میں جو تکالیف انہوں نے اٹھائیں وہ تمام تر تقلید اور پابندی رسوم کی بدولت تھیں۔ لیکن ان تمام اولوالعزم پیغمبروں نے ناسا عد حالات کی پروانہ کرتے ہوئے سب سے پہلے دین سابق کی اصلاح کی۔ اور جو تحریف لوگوں نے اس میں کی تھی اسے واشگاف کیا اور جس قدر رسم ورواج کے عناصر دین میں گھل مل گئے تھے ان کو الگ کیا اور خالص دین لوگوں کے سامنے پیش فرمایا

اس ضمن میں شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ پہلا سبب زوال مذہب کا بانی ملّت اور صاحب شریعت کے اعمال اور اقوال سے چشم پوشی کرنا۔ اور اپنے عقائد اور اعمال میں اس کے عقائد اور اعمال کی مخالفت کرنا ہے۔

دوسرا سبب ان کے نزدیک تعمق یعنی تکلیف بے جا کرنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص شارع کے کسی امر و نہی کی علّت کو دوسری شے پر مطابق کرکے مثل شارع کے اس شے کے امر و نہی کا حکم دے۔ یا نبی کے جملہ افعال کو عبادت سمجھکر ان کے ان افعال کو جو انہوں نے عادتاً کئے ہوں، فرائض میں شامل کرے۔

شاہ صاحب زوال مذہب کا تیسرا سبب یہ قرار دیتے ہیں :۔ ان عبادات شاقہ کا اختیار کرنا جن کا اسی طرح شارع نے حکم نہیں دیا۔ اسی طرح آداب کا مثل فرائض وواجبات کے التزام کرنا ہے۔ یہ وہی بیماری ہے جس میں یہود و نصاریٰ گرفتار ہوگئے تھے۔

زوال مذہب کا چوتھا سبب ان کے نزدیک اجماع کا اتباع کرنا ہے۔ یعنی اگر کسی بات پر متعدد علماء متفق ہوجائیں تو ان کے اس اتفاق کو اس امر کے ثبوت کی دلیل قاطع سمجھنا۔ واضح رہے کہ اجماع کی دو صورتیں ہیں ایک تو وہ اجماع ہے جس کی سند کتاب و سنت میں ہو۔ یہ اجماع واجب الاتباع ہے دوسرا وہ اجماع ہے جس کی کتاب و سنت میں کوئی سند نہ ہو اور محض رسم ورواج کی بنا پر اجماع ہوگیا ہو۔ بعض حالات میں اس قسم کے اجماع کی مخالفت کرنا واجب ہوتا ہے۔ اور بعض صورتوں میں جائز۔ یہ وہ اجماع ہے جس کی برائی قرآن مجید میں بار بار بیان فرمائی

گئی ہے۔ اس اجماع ہی کے اتباع نے لوگوں کو دین اسلام قبول کرنے سے روکا تھا۔ اور اکثر لوگ اس اجماع کو بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا کہہ کر اپنے اوپر واجب قرار دیتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں اجماع کی ان دونوں قسموں میں فرق نہیں کیا گیا بلکہ بلا تمیز ایک کا اطلاق دوسرے پر ہوتا رہا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دین کو زوال آگیا۔ لوگ اس اجماع کی دلیل سے اپنے بزرگوں کی رسموں اور خاندانی عادات کو واجب العمل سمجھتے تھے اور ان باتوں کو جو صریح مخالف کتاب و سنت ہیں، مخالفتِ اجماع کے ڈر سے ترک نہیں کرتے تھے۔

شاہ ولی اللہ کے نزدیک مذہب کے زوال کا پانچواں سبب غیر معصوم کی تقلید کرنا ہے یعنی کسی مجتہد کی، یہ سمجھ کر کہ تمام مسائل میں اس کا اجتہاد صحیح اور درست ہے اور جو کچھ اس نے کتاب اور سنت سے استنباط کیا ہے وہ خطا اور غلطی سے محفوظ ہے، ایسی تقلید کرنا کہ اگر کوئی مسئلہ جس کا اس نے استخراج کیا ہو، صحیح نہ ہو اور اس کی غلطی ثابت ہو، نیز حدیث صحیح بھی صریحاً اس کے مخالف موجود ہو، اس حدیث کو چھوڑ کر اس مسئلہ میں اس مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرنا باعث زوال دین ہوگا۔ یہ تقلید ہرگز وہ نہیں ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔ یعنی اکثر علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ مجتہدین کی تقلید جائز ہے اور ان کے استخراجی مسائل پر عمل کرنا درست ہے۔ بلکہ اکثر حالت میں نہایت مفید اور ضروری بھی ہے۔ مگر اس میں دو شرطوں کا ہونا لازم ہے۔

اول یہ سمجھنا کہ مجتہد اپنے اجتہاد میں خطا بھی کرتا ہے۔ اور صواب بھی۔ دوسرے منصوصات نبوی پر اس کو مقدم نہ کرنا۔ یعنی اگر کسی مسئلہ میں مجتہد کے اجتہاد کے خلاف صحیح حدیث مل جائے تو حدیث کا اتباع کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور تقلید کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ ان شرائط کے بغیر مجتہد کی تقلید یقیناً زوال دین کا موجب ہوگی۔ اگلے اہل کتاب ایسی ہی تقلید کرتے تھے جن کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔ واتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔

(اہل کتاب نے اپنے احبار و رہبان کو رب ٹھہرا لیا ہے۔ اور خدا کو چھوڑ دیا ہے)

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی اہل کتاب اپنے احبار و رہبان کی عبادت نہ کرتا تھا بلکہ ان کو معصوم سمجھ کر ان کی ہر بات کی پیروی کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ جس شے کو وہ حلال کہتے وہ اسے حلال مانتے جس کو وہ حرام قرار دیتے وہ اس کی حرمت کے قائل ہو جاتے اس طرح یہ لوگ انبیاء کے اقوال و احکام کو اپنے

اقوال و احکام کے مقابلہ میں پس پشت ڈالتے تھے اور اس کا لازمی نتیجہ زوال دین میں ظاہر ہوا۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک ایک علت کا دوسری علت میں خلط ملط کرنا زوالِ دین کا سبب ہے۔ شاہ صاحب نے اس کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے دین کی باتوں کو پسند کر کے کسی ضعیف وجہ یا اس کی موضوع سند سے اس کا جواز ثابت کرے اور اسے اپنے مذہب میں اس طرح داخل کرے کہ پھر یہ تمیز نہ رہے کہ یہ باتیں کس مذہب کی ہیں۔ بلکہ وہ اس قدر خلط ملط ہو جائیں کہ اسلام ہی کی باتیں معلوم ہوں۔ زوال دین کا سبب ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب فقہ حنفی کو ابو حنیفہ کے شاگرد محمد بن حسن الشیبانی متوفی ۱۸۹ھ کی کتابوں سے اخذ کرتے ہیں اور شافعی فقہ کو براہِ راست امام شافعی کی تصانیف سے لیتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ امام محمد اور امام شافعی دونوں کے دونوں امام مالک سے استفادہ کرتے ہیں۔ اس بنا پر شاہ ولی اللہ یہ قاعدہ تجویز کرتے ہیں کہ درحقیقت فقہ کا اصل الاصول امام مالک کی موطا ہے۔ اور اسی سے مالکی، شافعی اور حنفی مذاہب فقہ پیدا ہوئے۔ اس قاعدہ کلیہ کے بعد وہ ایک قدم اور آگے بڑھتے ہیں چنانچہ وہ دیکھتے ہیں کہ موطا امام مالک تمام تر اہل مدینہ کی فقہ پر مشتمل ہے۔ اور اہل علم مدینہ کی فقہ کا مرکز حضرت عمر فاروقؓ کو قرار دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مالکی، شافعی اور حنفی فقہ کے مذاہب سارے کے سارے شاہ صاحب کے نزدیک حضرت فاروق اعظمؓ کے مذہب کی تشریحیں ہیں۔ چنانچہ شاہ صاحب اپنی کتاب "ازالۃ الخفا" میں حضرت فاروق اعظم کو مجتہد مستقل اور ان تین ائمہ کو مجتہدِ منتسب تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس طرح وہ اہل سنت کے ان تین اماموں کے مذہب کو قرآن و سنت کی تشریح قرار دیتے ہیں۔

(مولانا عبیداللہ سندھیؒ)